پاربتی کی بہادری

یعنی

نہایت عبرت انگیز دل ہلا دینے والا سچا مرقع

از

نقاش سیرت محمد احمد اللہ خان منصور حیدرآبادی

قیمت فی جلد ۴؍

نقاشِ سیرِ اختر علم جناب مولوی محمد احمد اللہ خان صاحب منصور قادری حیدرآبادی کی مشہور تصنیفات

نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	ترکی خاتون کا احسان عظیم	۸/عہ	۱۱	تذکرۂ جان پاک شہید	۴/
۲	کالج کے ہیرے	۴ع	۱۲	مسرت کا فوٹو	۸/
۳	سوانح عمری اکبر جنگ مرحوم کوتوال بلدہ	عا	۱۳	چودھویں صدی کی ظالم عورت	۸/
۴	خونی ہتکڑی	۱۲/	۱۴	بیدر کا ظالم ہمایون	۴/
۵	دیسی جواہر	عصہ	۱۵	دکن کی ممتاز ہستی	۴/
۶	عیاشی کا حشر	۴/	۱۶	نالۂ منصور ...... منظوم	۲/
۷	ہندو بیوہ کی اپیل	۸/	۱۷	نغانِ منصور ...... "	۶/
۸	مقام اعراف اور ڈاکٹر سر اقبال			گذر گورِ غریباں ...... "	
۹	ازالۂ باطل	۱عہ	۱۸	مرقعِ اصلاحِ حال ...... "	۲/
۱۰	بیٹے کی قاتلہ	۴ع	۱۹	دکن کی جدید فضاء کا مرقع	۲/

ملنے کا پتہ: شمس المطابع قانونی بکڈپو نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن
مطبوعہ: شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

پاربتی کی بہادری

یہ چودھویں صدی کا نہایت عبرت انگیز اور دل خراش واقعہ ہے جس کو سُنکر ممکن نہیں کہ انسان کے دل پر ذرا بھی ٹھیس نہ لگے - یہہ ایک سچے واقعہ کا عکس کھینچا گیا ہے - ہندوستان کے ایک شہر میں ایک ذی عزت متوسط درجہ کا ہندو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گذر بسر کرتا تھا - اس شخص کا نام ڈگمبر اور اُس کی بیوی سرسوتی کے نام سے پکاری جاتی تھی - اس کی ایک گیارہ سالہ لڑکی اور دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے - بڑی لڑکی کا نام پاربتی تھا - اس کے ہمسایہ میں ایک مسلمان مقبول رسول نامی اپنے بیوی بچوں کیساتھ رہکر گذر بسر کرتا تھا - شہر میں اس کے کپڑے کی دوکان تھی مقبول رسول کی بی بی فاطمہ اور ڈگمبر کی بیوی سرسوتی کے باہمی تعلقات نہایت اچھے تھے اور ایک دوسرے میں اُنس و محبت بیحد تھا - سوائے مذہبی رسومات کے جملہ امور میں برادرانہ تعلقات اور بھائی چارہ قائم تھا -

جس طرح یہ دونوں عورتیں ایک دوسرے سے بخلوص دلی ملتی جلتی ہیں۔
اُسی طرح مقبول رسول اور ڈگمبر میں بھی یگانگت کا برتاؤ ہے۔ اکثر اوقات
سرسوتی اور فاطمہ ایک دوسرے کے مشیر کار بنے رہتے ہیں۔ چونکہ فاطمہ کو کارگہ
کشیدہ، کارچوب وغیرہ کاڑھنے کا اچھا ملکہ ہے۔ اسلئے پاربتی فاطمہ کے گھر
زیادہ آیا جایا کرتی ہے۔ اور اس کو ان کاموں کے سیکھنے کا از حد شوق و
ذوق ہے۔ چند دنوں میں فاطمہ جسقدر کام جانتی تھی اُس نے پاربتی کو بھی
سکھلادیا۔ پاربتی فاطمہ کو بی خالہ کے نام سے پکارتی ہے۔ چونکہ اہل ہنود
میں لڑکی کے شادی کی جلد فکر ہوتی ہے۔ اور سن بلوغ سے پہلے کہیں
نہ کہیں نسبت تلاش کر کے بیاہ کردیا جاتا ہے۔ اسی شادی کا تذکرہ
ڈگمبر مقبول رسول سے بلحاظ دوستی کیا کرتا ہے۔ مقبول رسول کا ایک
اور ہندو دوست بھی ہے جو ڈگمبر کا ہم قوم ہے۔ اس کے لڑکے کا نام
ہری رام ہے۔ جس کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ اس کا سن اٹھارہ
سال سے زائد نہیں ہے۔ مقبول رسول کے مشورے پر ڈگمبر نے اپنی
بیٹی ہری رام کو دینے کی نسبت رضامندی ظاہر کردی اور یہ قرار پایا کہ
خود مقبول رسول اپنے ہندو دوست سے اس نسبت کے متعلق بالمشافہ
طے کرے۔ بالآخر مقبول رسول کے نیک مشورے سے فی مابین شادی
کا معاملہ طے ہوگیا۔ اور یہ امر تصفیہ پایا کہ دولہا والے دُلہن والوں کے

گھر کے قریب چند روز تک مکان کرایہ پر پیکر فروکش ہوں۔ ہری رام بی۔اے
کلاس میں زیر تعلیم ہے۔ اس کا باپ بھی ڈگمبر کیطرح روشن خیال آدمی ہے
غرض لڑکے والے کرایہ کے مکان میں آکر رہنے سہنے لگے۔ اسمیں یہ تصفیہ
ہوا کہ ماں باپ کے انتخاب کی شادی نہ ہونی چاہئے۔ بلکہ دولہا دُلہن
ایک دوسرے کو خود دیکھ لیں۔ اور دونوں ہر ایک کے چال چلن سے
بخوبی واقف ہو جائیں۔ اس اثنار میں مقبول رسول نے اپنے گھر
دونوں ہندو دوستوں کو مع بچوں وغیرہ کے دعوت دی جسمیں موسمی
پھل اور میوے مٹھائیاں وغیرہ مہیا کئے گئے تھے۔ سب کے سب
ایک بڑے میز پر ملکر بیٹھے اور سب نے پیٹ بھر کھایا۔ اور مختلف
موضوع پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ غرض اس طریق عمل سے
آزادانہ طور پر ہر ایک کو اظہار خیالات کا موقع مل جاتا۔ ایسی پُر لطف
ملاقاتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دولہا دولہن بالراست ایک دوسرے سے
بخوبی واقف ہو گئے۔ اور اس شادی مین ان ہر دو کی رضامندی
کا حال اپنے اپنے ماںباپ پر بھی ظاہر ہوگیا۔

ایک دفعہ مقبول رسول نے ان ہر دو دولہا دُلہن کے ماںباپ سے
شادی کی تاریخ دریافت کی۔ بالاخر دن تاریخ اچھی دیکھ کر دلی مسرت
کے ساتھ یہ کار خیر انجام پایا۔ ہری رام اور پاربتی یہ دن بدن

خلوص ومحبت بڑھتا چلا۔ ایک دوسرے کے ہمدرد ورفیق کار وشیدائی بن گئے۔ جس طرح پاربتی سلیقہ مند، سمجھدار، اور ذی خلق، ذی مروت تھی اوسی طرح ہری رام میں بھی یہ سب خوبیاں موجود تھیں۔ الغرض شادی کے دس گیارہ سال بخیر وخوبی گذر گئے۔ اور پاربتی تین بچوں کی ماں بھی بن گئی۔ ہری رام کے والدین مع اپنے چھوٹے بچوں کے یکے بعد دیگرے مرض ہیضہ کا شکار ہو گئے۔ ہری رام اپنے والدین کی موجودگی میں بی۔ اے کامیاب ہونے کے بعد سو روپیہ کا ملازم ہو گیا تھا۔ والدین کی وفات کے بعد ایک دوسرا علیحدہ کرایہ کا مکان لیکر یہ دونوں اپنی بود باش اختیار کرنے لگے۔ چونکہ پاربتی ایک عرصہ تک ایک نیک بخت مسلم عورت کی صحبت میں رہ چکی تھی۔ اسلئے وہ پردہ کی حامی تھی۔ کیسی ہی ضرورت پر وہ باہر نہیں نکلتی۔ کئی سال بعد ایک مرتبہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے گھر سے باہر کھیلتے ہوئے۔ سڑک پر نکلے۔ یہہ کیسی ضروری کام میں مصروف تھی۔ بچوں کو گھر میں نہ پاکر باہر کے دروازے سے ان کو آواز دے کر گھر میں بلانے لگی۔ اُدھر سے ایک ہندو نوجوان (جس کا نام پرکاش تھا) پاربتی کو اچھی طرح دیکھ لیا۔ بجائے اس کے وہ سیدھا راستہ اختیار کرتا مبہوت وششدر بن کر کھڑا ہو گیا۔ مگر پاربتی کو یہ خیال بھی نہیں گذرا کہ

مبہو

تجھے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا بلکہ قانون قدرت اور حکومت کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ اس بچے کی جان لینے کے بعد بھی اگر تو مجھ پر حملہ کرے گا تو میں تجھے ہرگز زندہ نہ چھوڑ سکونگی۔

پاربتی کے یہہ الفاظ سُننے کے بعد پرکاش نے اپنے تیز خنجر سے پہلے بچے کا ہاتھ کاٹا۔ ایک چیخ ہوئی اس نے بچے کے ہاتھ کو حجرے کے دروازہ پر یہہ کہکر دے مارا کہ لے تیرے بچے کا ہاتھ کاٹا گیا ہے پھر دوسرا ہاتھ۔ اور اس کے بعد بچہ کا سر کاٹ کر دروازے کی طرف پھینکا۔

پاربتی ایک چیخ مارکر، او پلید، ظالم، حرامی دیکھ تجھ سے عنقریب قدرت کیا انتقام لیتی ہے۔ وہ معصوم بچہ جس کے سرہاتھ تو نے کاٹا ہے بالکل بے گناہ تھا۔ (وہ بچہ جس کا یہہ حشر ہوا اوس کا نام چندر تھا) ؎

؎ اِتباع نفس میں پرکاش نے وہ دھوم کی
جان لی ٹکڑے کئے سوتے ہوے معصوم کی
تیز خنجر چل گیا ظالم نے جب کاٹا گلہ
کٹ گئیں ساری رگیں معصوم کے حلقوم کی

پاربتی اوس وقت یہہ کہنے لگی کہ او معصوم چندر کی روح۔ تو بھگوان سے جلد یہہ فریاد کر کہ ایک ظالم خونی نے تیرے معصوم قتل سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں جلد میرے خون کا اس بدمعاش نابکار سے بدلہ لے اور میری ماں کے صبر کی لاج رکھ ؎

واہ کیا خوب کئے کار نمایاں اُس نے

اپنی عصمت پہ کیا بچہ کو قربان اُس نے

اس کے بعد بھی جب پرکاش نے دیکھا کہ پاربتی پر اپنے بچے کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور نہ وہ متاثر ہوکر باہر نکلی۔ پھر ایک مرتبہ تمام دالان اور صحن میں اِدھر اُدھر کوئی چیز ڈھونڈتا پھرا۔ اسکی تلاش اور جستجو سے ایک کونے میں پڑا ہوا آہنی سبل اُوس کو ملا۔ جس کو خوش ہوکر وہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حجرے کے بازو والی دیوار کو کھودنے لگا۔

پاربتی یہہ حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہوگئی۔ اور سوچنے لگی کہ اب میری خیر نہیں ہے۔ فوراً اُس کے دل میں خودکشی کا خیال آیا۔ لیکن پھر یہہ سوچنے لگی کہ اس حجرے میں

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے خودکشی کی جائے۔ وہ دل میں سوچ رہی تھی کہ اس ظالم قاتل سے ایسا بدلہ لے کہ پھر یہ مردود دنیا میں زندہ باقی نہ رہے۔ لیکن عورت ذات ہونے کی وجہ سخت مجبور تھی جوں جوں وہ قاتل سبل سے دیوار میں سوراخ ڈال رہا تھا۔ پاربتی سمجھ رہی تھی کہ یہہ حرامی اس محفوظ حجرے کے اندر سوراخ سے سر کے بل گھس آنے کی کوشش کرے گا۔ حجرے میں رکھے ہوئے موسل کا خیال آیا فوراً کونے میں سے اس نے موسل کو اٹھا لیا۔ اور ساڑی کا کسوٹا مار کر لڑنے مرنے پر تیار ہوگئی۔

ادہر یہ کاش نے سبل سے دیوار کو اس حدتک کھودا کہ اس کا سر اور جسم اندر جاسکے اُس نے سبل باہر رکھ کر اُس کھُدے ہوئے موکھے میں پہلے اپنا سر اور دھڑ داخل کیا تھا کہ اتنے میں اس عصمت کی دیوی پاربتی نے اپنے معصوم بچے کے انتقام کے جوش میں دونوں ہاتھوں سے موسل کو اُٹھا کر اس ظالم یہ کاش کے سر پر دے مارا۔ اس طرح دس بارہ وقت زور زور سے اس کے سر کو قوت اور استقلال کے ساتھ ضربات پہونچاتی رہی۔ پر کاش کا دم چار پانچ ہی موسل کے مارے سے ختم ہو چکا تھا

خاتمہ ظالم کا جب ضربات موسل سے ہوا
جرأت و ہمت نے اسکی سب کو حیران کردیا

جب پاربتی نے دیکھا کہ اپنے معصوم بچے کا قاتل اور اوس کی عصمت پر حملہ کرنے والا ظالم بالکل ڈھیر ہو چکا ہے۔ تو موسل کو اپنے ہاتھوں سے زمین پر رکھدیا اور دیکھتی رہی کہ اس میں حس و حرکت باقی ہے یا نہیں۔ جب اس کو کلی طور پر اسکی موت کا یقین ہو گیا تو بند حجرے کے ایک کونے میں شوہر کے انتظار میں یہہ بیٹھ گئی۔ اس طرح تمام شب بچے کی یاد میں آہ و زاری کرتی رہی اور اپنی عصمت کو بچا ہوا دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔

اس اثنا میں اس کے بقیہ دو بچے نیند سے بیدار ہو کر روتے ہوئے اٹھے جس کو اس نے تھپک تھپک کر سلا دیا۔

صبح ہونے پر اس کا شوہر ہری رام حسب معمول گھر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جواب نہ ملنے پر پھر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹاتا رہا۔ کامل آدھے گھنٹے تک اس کی یہی حالت رہی اس کے شور و پکار پر چند محلے والے بھی جمع ہو گئے۔ آخرش سب کی یہہ رائے قرار پائی کہ دیوار پھاند کر ہری رام کو گھر میں داخل ہونا چاہئے۔ چنانچہ اسی

طریقہ سے ہری رام گھر میں داخل ہوا۔ پہلے جاتے ہی اس نے سب سے چھوٹے بچے کا دھڑ اور اُس کے شکستہ اعضار کو دیکھ کر ایک بیچ ماری اور ایک اجنبی آدمی کو دیکھا کہ حجرے کی دیوار کے سوراخ میں اُس کا نصف دھڑ باہر اور نصف حجرے کے اندر ہے ہری رام کی بیچ سُنکر پاربتی نے حجرے کے اندر سے جواب دیا کہ تم سب سے پہلے جاکر مقامی پولیس کو اطلاع دو اور اُن کے ساتھ چند محلے والوں کو بھی لیتے آؤ۔ جب تک یہ سب لوگ گھر کے اندر نہ آجائیں میں حجرے کا دروازہ نہیں کھولونگی۔

ہری رام ہائے ہائے کرتے اور واویلا مچاتے ہوئے۔ دروازے کی طرف گیا۔ جو اندر سے مقفل تھا۔ ہری رام نے روتے ہوئے پاربتی سے پوچھا کہ دروازے کے قفل کی کنجی کہاں ہے۔ اندر سے روتے ہوئے پاربتی نے کہا کہ دالان کے اوپر والے طاق میں رکھی ہوئی ہے۔ اس کنجی سے ہری رام نے باہر کا قفل کھولکر دروازہ کھولدیا اور سیدھا دوڑتا ہوا پولیس کے ناکہ پر پہنچا اور جس حالت کو اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ پولیس والوں کو کہہ سُنایا ہری رام کے ساتھ فوراً سب انسپکٹر پولیس مع جوانانِ پولیس محلے والے اور پنچ ہری رام کے گھر میں داخل ہوئے۔

سب سے پہلے سب انسپکٹر پولیس نے ہری رام کے ذریعہ پاربتی کا بیان قلمبند کیا۔ حجرہ کا دروازہ کھولا گیا۔ پاربتی دوسرے حجرے میں چلی آگئی۔ پولیس نے بالتفصیل موقعی واقعات کا پنچنامہ مرتب کیا۔ فوراً مقامی ڈاکٹر بلائے گئے۔ انہوں نے پرکاش کے خنجر اور پستول کا معائنہ کیا۔ پستول باہر دالان میں پڑا ہوا تھا۔ اور خنجر پرکاش کے کمر سے برآمد ہوا۔ نعش کھینچکر باہر نکالی گئی۔ پنچنامہ ہونے کے بعد پرکاش اور معصوم بچے کی نعشیں دواخانہ روانہ ہوئیں۔ جب جملہ امور ضابطہ کی تعمیل ہوچکی تو پولیس نے بعد تکمیل شہادت اس مقدمہ کو عدالت میں پیش کردیا۔

تمام شہر میں گھر گھر اس واقعہ کا علم ہوا۔ ہر شخص پاربتی کا صبر و استقلال اور اس کے بہادری کی تعریف کرتا رہا ؎

نیک عورت ہے جو عفت پہ فدا ہوتی ہے
سو طریقہ سے وہ عصمت کو بچالیتی ہے

اس عورت کو گورنمنٹ سے پچاس روپیہ ماہوار اس بہادری کے صلہ میں دواماً ملنے لگے۔ ہری رام کو بھی اس کے سررشتہ سے مزید طور پر پچاس روپیہ کی ترقی ہوئی۔ بجائے سو کے ڈیڑھ سو ماہوار پاتا رہا۔

(تمت)

سنہ ۱۳۴۴ف تعداد (۵۰۰)